

ابن الملقن کا "التوضیح لشرح الجامع الصحیح" میں منہج واسلوب

* حافظ احسان اللہ

** عبدالرؤف ظفر

Abstract

The name of imam ibnmulaqqin(723 – 804 AH) is included in the famous names of muhaddithin of eighth centryhijri. Muhaddithibnmulaqqin is famous in history due to his prominent work in hadith. "Altodheh le sharh el jami us sahih" of detailed commentary sahebukhari is evident service in his various employments. The Ministry of Endowments and Islamic Affairs of the State of Qatar has published for the first time on the modern press, the commentary on Imam al-Bukhari's Sahih by Imam Siraj-ud-Din ibnul-Mulaqqin in 36 volumes in 2008.

ibnmulaqqin collected different sciences and arts in his book. The book al todheh gained eminent place among different commentaries of sahi h bukhari. many commentaries had been written before al todheh, but did not detail any commentary as much as ibnulmulaqqin commentary, still different commentaries have different qualities , for example some commentaries explain the vowel point and some give the detail of word meanings. Still Priest ibnulmulaqqin produced all things of commentary have extremely manners in al todheh. In this article there will be produced the manners of al todheh, so that we know how the priest discuss in commentary hadith, the method of commentary hadith and manners.

تمہید :

قرآن وحدیث اسلامی مصادر میں اولین درجہ کے حامل ہیں، جن کو وحی متلو اور غیر متلو کے فرق سے الگ کیا جاتا ہے۔ اگرچہ حجت ہونے میں دونوں میں کچھ فرق نہیں، صحیح حدیث بھی قرآن کریم کی مانند حجت اور مصدر دین ہے۔ حدیث رسول کی اسی اہمیت کی بنا پر آغاز اسلام سے اس کی مختلف جہات سے خدمت کی گئی۔ محدثین کرام نے احادیث کو بیرونی مداخلت سے محفوظ رکھنے کے لئے بے پناہ خدمات سرانجام دیں۔ جن میں ایک نمایاں نام امام محمد بن اسماعیل البخاری

* ایم فل سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف سرگودھا، سرگودھا، پاکستان

** سابق چیئرمین شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف سرگودھا، سرگودھا، پاکستان

[م ۲۵۶ھ] کا ہے۔ جن کی الجامع الصحیح کو "صح اکتب بعد کتاب اللہ" کا لقب حاصل ہے۔ صحیح بخاری کو ابتداء ہی سے بہت مقبولیت حاصل ہے جس کا مظہر صحیح بخاری کی کثرت شروح بھی ہیں۔ صحیح بخاری کی شروحات الگ سے ایک میدان ہے جس میں بہت سے کبار علماء کرام نے اپنی تحقیقات پیش کی ہیں۔

صحیح بخاری کی شروحات کی مکمل تعداد معلوم کرنا تو شاید ناممکن ہے لیکن بعض علماء نے اسکے بارے میں تعداد بتلائی ہے جو کہ درج ذیل ہے:

حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں 82 شروحات صحیح بخاری پر کلام کیا ہے۔¹

زکریا کاندھلوی نے مقدمہ لامع الدراری میں شروحات کی تعداد 130 بتلائی ہے۔²

جبکہ صحیح بخاری پر علماء کرام کی شروح اور حواشی کے بارے میں محمد عصام عرار الحسینی کی کتاب "اتحاف القاری بمعرفۃ جہود و اعمال العلماء علی صحیح البخاری" نہایت معتبر اور علمی کتاب ہے۔ تنبیع بسیار کے باوجود مکمل کتاب نہیں مل سکی، صرف ابتدائی 200 صفحات پر مشتمل جزء ملا ہے جس سے مکمل شروحات کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ جبکہ دکتور احمد معبد عبدالکریم کے بیان کے مطابق اس کتاب میں ذکر کردہ شروح اور تعلیقات کی تعداد 375 ہے۔³

اسی طرح اردو زبان میں مولانا عبدالسلام مبارکپوری کی کتاب "سیرۃ البخاری" میں بھی 108 عربی شروح کا تعارف پیش کیا گیا ہے اور فارسی اور اردو وغیرہ کی ملا کر مکمل 142 کتب کا تذکرہ کیا ہے۔ اسی طرح پنجاب یونیورسٹی میں 1966ء میں غزالہ حامد نے "شروح صحیح بخاری" کے عنوان سے ایم اے کا مقالہ لکھا، جو کہ ادارہ ثقافت اسلامیہ کی طرف سے مطبوع ہے۔ اس کتاب میں بھی 207 شروح و حواشی کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ رضوان جامع رضوان نے "السامع والقاری فی فوائد صحیح البخاری للسحوی" کے مقدمہ میں ایک طویل فہرست ذکر کی ہے، جن میں سے چند ایک اہم نام درج ذیل ہے:

أعلام السنن لمحمد بن محمد الخطابي (ت: 386ھ)

شرح صحيح البخاري لابن بطلال القرطبي المالكي (ت: 449ھ)

شرح مشكل البخاري لمحمد بن سعيد بن يحيى بن الديلمي الواسطي (ت: 637ھ)

شرح البخاري للإمام يحيى بن شرف النووي (ت: 676ھ)

البدْرُ المُنِيرُ السَّارِي فِي الْكَلَامِ عَلَى الْبُخَارِيِّ لِعَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ عَبْدِ النُّورِ بْنِ مَنِيرِ الْحَلَبِيِّ (ت: 735ھ)

شَوَاهِدُ التَّوْضِيحِ وَالتَّصْحِيحِ لِمُشْكِلَاتِ الْجَامِعِ الصَّحِيحِ لِمُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكٍ (ت: 672ھ)

العقد الجلی فی حلّ إشکال الجامع الصحیح للبخاری لأحمد بن أحمد الكردی (ت: 763ھ)

التنقیح فی شرح الجامع الصحیح لمحمد بن بهادر الزرکشی (ت: 794ھ)

الراموز علی صحیح البخاری لعلی بن محمد الیونینی (ت: 701ھ)

التوضیح شرح الجامع الصحیح لعمر بن علی بن الملقن (ت: 804ھ)⁴

اس فہرست سے خوب اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ صحیح بخاری کو امت میں کتنی مقبولیت حاصل ہے اور علماء امت نے اسکی کتنی خدمت سرانجام دی ہے۔ اس فہرست میں ایک نمایاں نام امام سراج الدین عمر بن علی ابن الملقن (م ۸۰۴ھ) کا بھی ہے۔ جنہوں نے صحیح بخاری کی نہایت ضخیم شرح "التوضیح لشرح الجامع الصحیح" کے نام سے لکھی جو کہ ۲۰۰۸ء میں ۳۶ جلدوں میں طبع ہو کر منضہ شہود پر آئی۔ ابن الملقن کی یہ شرح متاخرین کے ہاں مرجع کی حیثیت رکھتی ہے۔ علامہ دماینی، ابن حجر، عینی، قسطلانی وغیرہ نے اس سے خاصا استفادہ کیا ہے۔ خصوصاً حافظ ابن حجر کے بنیادی مصادر میں شامل ہے، انہوں نے ان سے خاصی مقدار میں نقل کیا ہے۔ اکثر نقل کرتے ہوئے یا تو ان کا نام ذکر کرتے ہیں یا پھر "شیخنا" کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور اس سے انکی مراد امام ابن الملقن ہوتے ہیں۔

اس آرٹیکل میں "التوضیح" کے منہج واسلوب کو پیش کیا جائے گا تاکہ معلوم ہو کہ امام موصوف شرح حدیث میں کن امور کو زیر بحث لاتے ہیں، شرح حدیث کا طریقہ کار اور انکا منہج واسلوب بھی معلوم ہو سکے۔

ابن الملقن کا مقدمہ میں شرح کے مقاصد کی وضاحت :

شارح نے التوضیح کے مقدمہ میں اپنے مقاصد کی بابت وضاحت کی ہے کہ میں اس شرح میں دس چیزوں کو بیان کروں گا جو کہ درج ذیل ہیں:

1. سند کی دقیقہ آمیزت کا تذکرہ
2. راویوں کے ناموں، متن حدیث اور لغت کا صحیح ضبط اور غریب الفاظ کا بیان
3. وہ راوی جن کی کثرت اور آباء کا نام مذکور ہوا انکے ناموں کا تذکرہ کرنا
4. مختلف اور مؤتلف [راویوں] کا بیان
5. صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین کے تمام تراحوال کا تذکرہ، تابعین یا تبع تابعین میں سے اگر کسی پر کوئی نقد ہو تو اس کا بیان اور رد [لیکن یہ کلام بالاختصار ہو گا]

6. صحیح بخاری میں احادیث کی مختلف اقسام کی وضاحت کرنا مثلاً مرسل، منقطع، مقطوع وغیرہ۔ ارسال اور وقف کے لئے گئے اعتراضات کا رد پیش کرنا
7. صحیح بخاری کی فقیہانہ اباحت، مسائل کا استنباط، اور تراجم ابواب کے اسرار کو بیان کرنا، کیونکہ اس میں ایسے اسرار ہوتے ہیں جن کو دیکھ کر ناظر حیرت میں مبتلا ہو جاتا ہے جیسے اصل الحدیث اور اس کے مرجع کی طرف احالہ کرنا وغیرہ
8. صحیح بخاری کی معلق، مرسل اور مقطوع روایات کی اسانید بیان کرنا
9. صحیح بخاری میں واقع ابہام اور امکان کو بیان کرنا
10. صحیح بخاری سے مستنبط اصول، فروع، آداب اور زہد وغیرہ کو بیان کرنا، مختلف فیہ احادیث کو جمع کرنا، نسخ منسوخ کو بیان کرنا، عام خاص، مجمل مبین کی وضاحت کرنا، مختلف مذاہب اور ان کے دلائل ذکر کرنا۔⁵

امام بخاری کی قائم کردہ کتاب کی وضاحت :

امام ابن الملحق حدیث کی شرح کے آغاز میں اکثر امام بخاری کی طرف سے قائم کردہ کتاب کی وضاحت کا اہتمام کرتے ہیں جیسا کہ صحیح بخاری کی کتاب "کتاب الایمان" میں دو باب اور انکی احادیث ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"لما فرغ البخاري رحمه الله من ابتداء الوحي عَقَّبَهُ بذكر الإيمان، ثم بالصلاة بمقدماتها الطهارات ثم بالزكاة ومتعلقاتها، ثم بالحج ومتعلقاته، ثم بالصوم. وقصد الاعتناء بالترتيب المذكور في حديث ابن عمر هذا الذي ساقه، وإن وقع في بعض روايات "الصحيح" تقدم الصوم على الحج.

والكتاب مصدر سمي به المفعول مجازاً، وهو خبر مبتدأ محذوف، أي: هذا كتاب ولفظة (ك. ت. ب) في جميع تصاريفها راجعة إلى معنى الجمع والضم؛ ومنه الكتاب والكتيبة والمكتوب والكتاب وهو في اصطلاح المصنفين كالجنس الجامع لأبواب أو مسائل.

والإيمان في اللغة: التصديق، وفي الشرع: تصديق خاص، كما ستعلمه.⁶

[جب امام بخاری آغاز وحی کے بیان سے فارغ ہوئے تو اس کے بعد ایمان کا تذکرہ کیا، پھر نماز اور اس کے مقدمات طہارت کا پھر زکاة اور اس کے متعلقات کا، پھر حج اور اسکے متعلقات، پھر روزوں کا۔ اس ترتیب میں انہوں نے ابن عمر کی مذکورہ حدیث کو ملحوظ رکھا ہے، اگرچہ صحیح بخاری کی بعض روایات میں صوم کو حج پر مقدم ذکر کیا گیا ہے۔

کتاب مصدر ہے، مفعول [مکتوب] کا نام مجازی طور پر رکھا گیا ہے، یہ مخذوف مبتدا کی خبر ہے یعنی هذا کتاب، ک. ت. ب کے تمام تراشنتقاق میں جمع اور ضم کرنے کا معنی پایا جاتا ہے اسی سے الكتاب، الکتیبة، المکتوب اور الکاتب کا لفظ ہے۔ مصنفین کی اصطلاح میں ایسی جنس جو مختلف ابواب اور مسائل کی جامع ہو کتاب کہلاتی ہے۔ ایمان لغت میں تصدیق کرنے کو کہتے ہیں اور شرع میں خاص تصدیق کا نام ہے۔]

یعنی پہلے صحیح بخاری کی کتب کی آپس میں مطابقت بیان کی ہے اور پھر کتاب کی لغوی اور نحوی صرفی وضاحت کی ہے اور پھر ایمان کی لغوی اصطلاحی تعریف کی ہے۔

اسی طرح کتاب المحصر میں پہلا باب ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"وَأَنَّ أَصْلَهُ الْمَنْعُ وَالْحَبْسُ، وَقَدْ يَكُونُ بَعْدُ وَقَدْ يَكُونُ بَمَرَضٍ"⁷

[کہ احصار کا اصل معنی ہے روکنا اور منع کرنا، کبھی یہ رکاوٹ دشمن کی وجہ سے ہوتی ہے اور کبھی مرض کی وجہ سے۔]

اسی طرح کتاب الشفیعہ میں بھی سب سے پہلے "الشفیعہ" کے اعراب، اسکے حروف اصلی اور اسکے مفہوم کے بارے میں کلام کیا ہے۔⁸

اسی طرح کتاب الزکاح اور دیگر کئی کتب خصوصاً جن کا مفہوم قابل شرح ہو شارح سب سے پہلے اس کی وضاحت کرتے ہیں۔

ترجمة الباب اور احادیث کے مابین مناسبت :

ترجمة الباب وہ عنوان ہوتا ہے جسکو امام بخاری اپنے مقصود کی طرف ایک رمز کے طور پر ذکر کرتے ہیں اور پھر اسکے تحت ایسی احادیث ذکر کرتے ہیں جو اسکے متعلق اور اس سے مناسبت رکھتی ہوں۔

امام بخاری محدث ہونے کے ساتھ ساتھ کمال درجہ کی فقاہت سے بھی مالا مال تھے۔ ان کی فقاہت کا بہت بڑا مظہر صحیح بخاری کے ابواب ہیں، جیسا کہ مشہور مقولہ ہے کہ "فقه البخاری فی تراجمہ" امام بخاری کی فقاہت انکے تراجم ابواب میں {نمایاں ہوتی} ہے

اسی بنا پر صحیح بخاری کے تراجم ابواب بعض اوقات خاصے دقیق ہوتے ہیں جسکی بنا پر شارحین نے تراجم ابواب کو بالخصوص ذکر کیا ہے

امام ابن الملحق نے بھی مقدمہ میں اپنے اہداف و مقاصد کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا تھا:

"سابعها: في بيان غامض فقهي، واستنباطه، وتراجم أبوابه؛ فإن فيه مواضع يتحيز الناظر فيها، كالإحالة على أصل الحديث ومخرجه، وغير ذلك مما ستراه."⁹

[7: صحیح بخاری کی فقیہانہ اباحت، مسائل کا استنباط، اور تراجم ابواب کے اسرار کو بیان کرنا، کیونکہ اس میں ایسے اسرار ہوتے ہیں جن کو دیکھ کر ناظر حیرت میں مبتلا ہو جاتا ہے جیسے اصل الحدیث اور اس کے مرجع کی طرف احالہ کرنا وغیرہ]

اسی مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے شارح نے شرح میں ترجمۃ الباب اور حدیث کے مابین مناسبت بیان کرنے کا خاصا اہتمام کیا ہے۔ وضاحت کے لئے چند ایک امثلہ درج کی جاتی ہیں:

کتاب الایمان میں "باب ﴿وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلَحُوا بَيْنَهُمَا﴾" کے تحت ذکر کرتے ہیں:

"ومقصوده بذلك أن مرتكب المعصية لا يكفر، ولا يخرج بذلك عن اسم الإيمان والإسلام، وهذا مذهب أهل السنة."¹⁰

[امام بخاری کا اس [باب کو قائم کرنے] سے مقصد یہ ہے کہ معصیت کا مرتکب کافر نہیں ہو گا اور وہ اس گناہ کے ارتکاب کی وجہ سے ایمان اور اسلام کے نام سے خارج نہیں ہو گا، یہی اہل السنۃ کا مذہب ہے۔]

شارح امام بخاری کی طرف سے ذکر کردہ ابواب کی صرف تشریح و توضیح ہی نہیں بلکہ اگر اس پر کوئی اعتراض وارد ہو رہا ہو تو اس کا جواب بھی دیتے ہیں جیسا کہ کتاب الایمان کے مذکورہ باب تحت ہی رقمطراز ہیں:

"فإن قُلتُ: إنما سمي في الآية مؤمناً، وفي الحديث مسلماً حال الالتقاء لا في حال القتال وبعده، قُلتُ: الدلالة من الآية ظاهرة، فإن قوله تعالى: ﴿فَأَصْلَحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ﴾¹¹ سماهما أخوين بعد القتال، وأمر بالإصلاح بينهما؛ ولأنهما عاصيان قبل القتال، وهو من حين سعيًا إليه وقصداه. والحديث محمول على معنى الآية."¹²

[اگر یہ اعتراض ہو کہ آیت کریمہ میں مومن اور حدیث میں مسلم کا نام ان سے ملاقات کی حالت میں دیا گیا ہے نہ کہ قتال اور اسکی بعد والی حالت کا، تو اس کا جواب یہ ہو گا کہ آیت کی دلالت تو ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿فَأَصْلَحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ﴾ ان کا نام "بھائی" قتال کے بعد رکھا گیا ہے اور ان کے مابین اصلاح کا حکم دیا گیا ہے، کیونکہ وہ دونوں قتال سے قبل بھی نافرمان تھے اور جب انہوں نے اسکی کوشش اور قصد کیا، اور حدیث کو آیت کے معنی پر محمول کیا جائے گا۔]

اسی طرح کتاب الایمان میں باب ظلم دون ظلم کے تحت حدیث کی ترجمہ سے مناسبت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"مناسبة الحديث للتبويب أن الإيمان تمامه بالعمل، وأن المعاصي تنقصه، ولا تخرجه إلى الكفر." ¹³

[حدیث کی باب سے مناسبت یوں ہے کہ ایمان کی تکمیل عمل سے ہوتی ہے اور معاصی ایمان کو کم کرتے ہیں، کفر کی طرف خارج نہیں کرتے۔]

کتاب البیوع باب التجارة فی البحر میں امام ابن طھمان الوراق کے استدلال پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"من استدلاله بالآية حسن: لأن الله تعالى جعل تسخير البحر، لعباده؛ لا ابتغاء فضله من نعمه التي عدّها لهم، وأراهم في ذلك عظيم قدرته، وسخر الرياح باختلافها تحملهم وترددهم، وهذا من عظيم آياته، ونبهم على شكره عليها بقوله: ﴿وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾" ¹⁴

[انکا آیت سے استدلال نہایت خوبصورت ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سمندر کو بندوں کے لئے مسخر کیا ہے، اپنی شمار کنندہ نعمتوں میں سے فضل کو تلاش کرنے کے لئے اور انکو اس میں اپنی عظیم قدرت دکھائی ہے۔ اور ہواؤں کو مسخر کیا ہے جو انکو [سمندر میں] اٹھاتی اور ادھر ادھر لے جاتی ہیں اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کی عظیم نشانی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان بندوں کو اپنے شکر پر اس قول ﴿وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾ کے ذریعے متنبہ کیا ہے۔]

اس کے علاوہ بھی بہت سے مقامات ہیں جہاں شارح نے ترجمۃ الباب اور احادیث میں مناسبت کو بالخصوص بیان کیا ہے۔

تاہم صحیح بخاری میں کئی ایک مقامات ایسے بھی ہیں جہاں ترجمۃ الباب اور احادیث میں مناسبت نہایت واضح ہوتی ہے [جیسا کہ بعض مقامات پر احادیث کے الفاظ کا بعینہ ترجمۃ الباب قائم ہوتا ہے] اس لئے شارح نے بھی اسکی وضاحت سے گریز کیا ہے۔
ذیل میں مثال کے طور پر چند ایک مقامات کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

کتاب الایمان کے "باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده" کے تحت باب اور حدیث میں مطابقت کے بارے میں گفتگو نہیں کی کیونکہ حدیث کے الفاظ ہی سے باب قائم کیا گیا ہے۔ ¹⁵

اسی طرح اس سے آگے والے باب "ای الاسلام افضل" میں بھی حدیث کے الفاظ ہی باب کا حصہ ہیں اس لئے شارح نے کلام کی ضرورت محسوس نہ کی۔ ¹⁶

اس کے علاوہ بھی کئی ایک مقامات ایسے ہیں جہاں شارح ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت واضح ہونے کی وجہ سے گفتگو نہیں کرتے اور شرح کے متعلق دوسری ابحاث ذکر کرتے ہیں۔

سند حدیث اور رواۃ پر کلام :

امام ابن الملقن راویان حدیث کے تمام احوال کے متعلق مکمل آگاہی رکھتے ہیں۔ فن اسماء الرجال میں مہارت تامہ کی شاہد انکی تصانیف ہیں۔ التوضیح میں بھی انہوں نے رواۃ حدیث اور سند کی دقیق اباحت کا خاص تذکرہ کیا ہے۔

شرح حدیث کی شرح کا آغاز کرتے ہوئے باب اور ترجمہ کے متعلق بنیادی معلومات کے بعد رواۃ حدیث کے متعلق گفتگو کرتے ہیں جس میں راوی کا نام و نسب، اساتذہ و شاگرد، مناقب اور تاریخ وفات مختصر اذکر کرتے ہیں۔

کتاب الایمان باب دعائکم ایمانکم کے تحت عبید اللہ بن موسیٰ کا ترجمہ ذکر کرتے ہیں:

"وأما الراوي عن حنظلة فهو السيد الجليل أبو محمد عبید الله بن موسى بن باذام العبسي - بالموحدة - مولاهم الكوفي الثقة، سمع الأعمش وحلقًا من التابعين، وعنه أحمد والبخاري وغيرهما، وروى مسلم وأصحاب السنن الأربعة عن رجل عنه، وكان عالماً بالقراءات رأساً فيها. مات بالإسكندرية سنة ثلاث عشرة ومائتين في ذي القعدة، وقيل: سنة أربع عشرة" ¹⁷

[حنظله سے بیان کرنے والے سید ابو محمد عبید اللہ بن موسیٰ بن باذام ہیں جو کہ کوفی اور ثقہ ہیں، انہوں نے امام اعمش اور تابعین کی ایک جماعت سے سنا ہے، ان سے امام احمد، امام بخاری اور دیگر نے روایت کی ہے، امام مسلم اور سنن اربعہ کے مؤلفین نے ان سے روایات نقل کی ہیں، یہ قراءات کے عالم اور اس فن میں امام تھے، اسکندریہ میں ذی القعدہ میں سن 213 یا 214ھ کو وفات پائی۔]

بعض اوقات راوی کے متعلق اعتراضات، انکار اور مکمل تفصیل بھی ذکر کرتے ہیں۔ سند حدیث کے لطائف اور فوائد ذکر کرنے کے ساتھ بعض دیگر روایات پر حکم بھی لگاتے ہیں۔ صحیح بخاری کے روایت کے متعلق اگر کوئی نقد ہو تو اس کا بھی مکمل جائزہ لیتے ہیں۔

صحیح بخاری کے مختلف نسخوں کا تقابل :

قرون اولیٰ کے محدثین کرام کی مجالس سماع حدیث اور تلامذہ کے مختلف ہونے کی بنا پر لامحالہ کتابت حدیث اور الفاظ میں اختلاف ہو جاتا تھا۔ اسی بنا پر کتب احادیث کے مختلف راویوں کے نسخوں میں بھی اختلاف در آتا ہے۔ لیکن یہ اختلاف ہرگز ایسا نہیں ہوتا جو کہ متن یا سند حدیث میں قدرح کا باعث بنے کیونکہ اس میں زیادہ تر یہ ہوتا ہے کہ ایک راوی نے ترجمۃ الباب میں بسم اللہ ذکر کی، دوسرے نے نہ کی۔ اسی طرح احادیث کو آگے پیچھے نقل کر دینا یا پھر بعض مقامات پر احادیث کے الفاظ میں بھی ایسا اختلاف ہو جاتا ہے جو کہ مفہوم حدیث میں معنی کی تبدیلی کا موجب نہیں بنتا۔ جس میں بسا اوقات مصنف نے خود اپنے

اساتذہ سے مختلف الفاظ سے سنا ہوتا ہے اسلئے مختلف شاگردوں کو مختلف الفاظ سے بیان کیا جاتا ہے تاکہ تمام الفاظ محفوظ رہ سکیں۔

انہیں اسباب کی بنا پر صحیح بخاری کے بھی مختلف نسخے رائج رہے ہیں۔ شارحین کرام کا عمومی طرز عمل یہی رہا ہے کہ ایک معتمد نسخے پر اعتماد کر کے عموماً روایات اسی سے بیان کرتے ہیں اور شرح میں جہاں ان نسخوں میں زیادہ اختلاف موجود ہو اس کو شرح میں بیان کرتے ہیں۔

امام ابن الملقن نے بھی التوضیح میں اسی اسلوب کو اپنایا ہے۔ انہوں نے "روایۃ ابی الوقت عن الداودی عن الحموی عن الفربری عن البخاری" کو اصل قرار دیکر اس سے نقل کیا ہے۔ تاہم شرح میں بہت سے مقامات پر جہاں دوسرے نسخوں میں اختلاف موجود تھا اسکو بھی بیان کرتے ہیں۔ وضاحت کیلئے چند ایک امثلہ درج کی جاتی ہیں۔

کتاب الصلوٰۃ باب تشبیک الاصلح فی المسجد وغیرہ میں احادیث ذکر کرنے کے بعد پہلی حدیث پر کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"هذا الحديث ليس موجودًا في أكثر نسخ الصحيح، ولا استخرجه الحفاظان الإسماعيلي وأبو نعیم، ولا ذكره ابن بطلال، وفي بعض النسخ، ملحقًا على الحاشية." ¹⁸

[یہ حدیث صحیح بخاری کے اکثر نسخوں میں موجود نہیں ہے اور نہ ہی حافظ اسماعیلی اور ابو نعیم نے اس کا استخراج کیا ہے اور ابن بطلال نے بھی اسکو ذکر نہیں کیا، بعض نسخوں میں یہ حاشیہ کے ساتھ ملحق ہے۔]

اسی طرح کتاب التوحید والرد علی الجہمیۃ میں باب ماجاء فی قول اللہ ﷻ ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین کے تحت ذکر کرتے ہیں :

"وفي أصول البخاري: "وقالت النار" ولم يذكر القول، وزيد في بعض النسخ: "أوثرت بالمتكبرين" فادعى ابن بطلال أنه سقط قول النار من هذا الحديث في جميع النسخ، وهو محفوظ" ¹⁹

[صحیح بخاری میں "وقالت النار" کا ذکر ہے لیکن مقولہ مذکور نہیں ہے، بعض نسخوں میں "أوثرت بالمتكبرين" کے الفاظ زائد ہیں، ابن بطلال نے یہ دعویٰ کیا ہے النار کا مقولہ اس حدیث سے صحیح بخاری کے تمام نسخوں سے ساقط ہے، اور یہ الفاظ محفوظ ہیں۔]

اسی طرح کتاب الایمان باب حسن اسلام المرء کے تحت روایت کے اتصال اور تعلیق کے مابین اختلاف کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"هذا الحديث أخرجه هنا معلقاً فإن بينه وبين مالك واسطة؛ لأنه لم يسمع منه، وقد وصله أبو ذر الهروي في بعض النسخ. فقال أبو ذر: أنا النضروي، ثنا الحسين بن إدريس، ثنا هشام بن خالد، ثنا الوليد بن مسلم، ثنا مالك، فذكره." ²⁰

[اس حدیث کو انہوں نے یہاں معلق بیان کیا ہے کیونکہ انکے اور امام مالک کے مابین ایک واسطہ ہے، انہوں نے بذات خود امام مالک نہیں سنا، ابو ذر الهروی نے بعض نسخوں میں اسکو موصول بیان کرتے ہوئے یہ سند بیان کی ہے: أنا النضروي، ثنا الحسين بن إدريس، ثنا هشام بن خالد، ثنا الوليد بن مسلم، ثنا مالك،]

اسی حدیث کے الفاظ میں اختلاف کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"قوله: ("زلفها") هو بتشديد اللام كما ضبطه النووي، يقال: زلفه يزلفه تزليفاً إذا قدمه، وأزلفه إزلاقاً مثله، ويقع في بعض النسخ: أزلفها." ²¹

[زلف کا لفظ لام کی تشدید کے ساتھ ہے جیسا کہ امام نووی نے بیان کیا ہے، کہا جاتا ہے زلفه يزلفه تزليفاً جب وہ اسکو آگے لائے [نزدیک کرے] اور أزلفه إزلاقاً بھی اسکے ہم معنی ہے، بعض نسخوں میں أزلفها کا لفظ آیا ہے۔]

اس کے علاوہ بھی بہت سے مقامات ہیں جہاں انہوں نے نسخوں میں واقع ہونے والے اختلاف کو بیان کیا ہے۔ جس سے شارح کی مختلف نسخوں پر عمیق نظر کا خوب اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ ²²

الفاظ کی لغوی تحقیق و توضیح :

شارحین کرام کے اہم مقاصد و اہداف میں مشکل اور غریب الفاظ کی توضیح کرنا شامل رہا ہے۔ کیونکہ حدیث کی تفہیم اور اس سے مسائل کا استخراج و استنباط اسی وقت ممکن ہوتا ہے جب اس کے الفاظ کا معنی و مفہوم مکمل طور پر واضح ہو۔

امام ابن الملقن نے بھی مقدمہ میں اپنے اہداف میں یہ بات بالخصوص شامل کی تھی کہ غریب الفاظ کی مکمل تحقیق و توضیح کریں گے۔ مقدمہ میں رقمطراز ہیں:

"ثانيها: في ضبط ما يشكل من رجاله، وألفاظ متونه ولغته، وغريبه." ²³

[2: راویوں کے ناموں، متن حدیث اور لغت کا صحیح ضبط اور غریب الفاظ کا بیان]

اسی مقصد کی تکمیل کرتے ہوئے انہوں نے شرح میں ان تمام الفاظ کا مکمل حل پیش کیا ہے جن کو سمجھنے میں کسی دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہو۔ یوں تو التوضیح میں جابجا غریب الفاظ کی وضاحت موجود ہے تاہم صرف وضاحت کے لئے چند ایک مقامات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

کتاب مواقیب الصلوٰۃ باب رفع الصوت بالنداء کے تحت "البادیۃ" کی توضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"البادیۃ: الصحراء التي لا عمارة فيها" ²⁴

[بادیۃ اس صحراء کو کہا جاتا ہے جس میں کوئی عمارت نہ ہو۔]

اسی طرح کتاب التفسیر باب تفسیر الروایۃ بعد صلوٰۃ الصبح کے تحت "بخش" کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وقوله: (وإذا عنده نار يحشها). أي: يحركها لتتقد، يقال: حششت النار أحشها حشًا إذا أوقدتها وجمعت الحطب إليها، وكل ما قوي بشيء فقد حش به، قاله صاحب "العین" ²⁵

[حدیث کا یہ قول کہ "وإذا عنده نار يحشها" یعنی [اس کے پاس آگ تھی] وہ اسکو حرکت دے رہا تھا تاکہ وہ جل جائے۔ "حششت النار أحشها حشًا" اس وقت کہا جاتا ہے جب آپ لکڑیاں اکٹھی کر کے اسکو جلائیں۔ اور ہر وہ چیز جو دوسری چیزوں کو تقویت پہنچائے اس کو "حش بہ" سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہ صاحب العین [امام خلیل] کا قول ہے۔]

واضح رہے کہ امام ابن الملقن الفاظ کی لغوی تحقیق کرتے ہوئے اس فن کے جلیل القدر ائمہ سے بھی بہت سا کلام نقل کرتے ہیں، لغت کی اس وقت تک لکھی گئی معتبر کتب سے استفادہ کرتے ہیں اور ان ائمہ کا یا انکی کتب کا نام ذکر کر کے ان کا کلام نقل کرتے ہیں اور بسا اوقات ایک لفظ کی وضاحت میں کئی علماء کا کلام ذکر کرتے ہیں، جیسا کہ کتاب الایمان باب سوال جبریل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الایمان والاسلام والاحسان والاساعة کے تحت حدیث کے لفظ "بھم" کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"البهم: صغار الضأن والمعز، هذا قول الجمهور، وقال الزبيدي في "مختصر العين": البهمة اسم لولد الضأن والمعز والبقر، وجمعه: بهم وبهام، وأما البهيمه فهي ذوات الأربع من دواب البر والبحر. وذكر الثبائي في "الموعب": أن البهم صغار الضأن، الواحدة بهمة للذكر والأنثى والجمع بهم، وجمع البهم: بهام وبهامات. وفي "المخصص": تكون بعد العشرين يومًا بهمة من الضأن والمعز إلى أن تفتطم. وفي "الحكم": وقيل: هو بهمة إذا شبَّ، والجمع: بَهم وبَهم وبهام، وبهامات جمع الجمع، وقال ثعلب: البهم: صغار المعز.

وفي "الجامع" للقرآن: بَهْمَة مفتوحة الباء ساكنة الهاء، يقال لأولاد الوحش من الطباء، وما جانس الضأن والمعز: بهم. وفي "الصحيح": البهائم جمع بَهْم. والبَهْم جمع بَهْمَة. والبَهْمَة للمذكر والمؤنث للضأن خاصة، والسَّخَال أولاد المعز، وإذا اجتمعت البهائم والسخال قُلْتُ لهما جميعًا: بَهَام وبَهْم أيضًا. وفي "المغيث" لأبي موسى المديني: وقيل: البَهْمَة: السَّخَالَة.²⁶

مذکورہ مثال میں انہوں نے "بهم" کے لفظ کی وضاحت کیلئے 8 ائمہ اور انکی کتب کا حوالہ درج کیا ہے۔

اسی طرح گاہے بگا ہے بہت سے ماہرین لغت کا کلام نقل کرتے رہتے ہیں جیسا کہ کتاب الجنائز میں باب زیارة القبور میں "زائرات اور زوارات" میں فرق بیان کرتے ہوئے امام قرطبی کا قول نقل کیا ہے:

"قال القرطبي: ويمكن أن يُقال إنَّ النساء إنما يُمنعن من إكثار الزيارة؛ لما يؤدي إليه الإكثار من تضييع حقوق الزوج، والتبرج والشهرة والتشبه عن تلازم القبور لتعظيمها، ولما يخاف عليها من الصراخ، وغير ذلك من المفاسد، وعلى هذا يُفترق بين الزائرات والزوارات"²⁷

[امام قرطبی فرماتے ہیں کہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ عورتوں کو کثرتِ زیارت سے منع کیا گیا ہے کیونکہ اس سے خاوند کے حقوق کی حق تلفی ہوتی ہے، عورتیں بناو سنگھار اور شہرت کیلئے ایسا کرنے لگ جاتی ہیں، اور قبروں کو تعظیم کیلئے لازم پکڑنے سے مشابہت ہوتی ہے، اور انکی چیخ و پکار کا بھی ڈر ہوتا ہے، اور اسکے علاوہ بھی کئی ایک مفاسد ہیں۔ لہذا زائرات اور زوارات میں فرق کیا جائے گا۔]

فقہ الحديث پر کلام :

امام ابن الملحق التوضیح میں فقہ الحدیث پر بھی خاصا کلام کرتے ہیں۔ احادیث کو ذکر کرنے کے بعد ان سے مسائل مستنبط کرتے ہیں اور فقہ کے وہ مسائل جن میں اختلاف ہوا انکے بارے میں ائمہ کرام کی آراء، دلائل پیش کر کے ان کا مناقشہ کرتے ہیں اور رائج مسلک کا تذکرہ کرتے ہیں

امام ابن الملحق مسائل کا استنباط کس طرح کرتے ہیں ذیل میں صرف ایک مثال ذکر کی جاتی ہے۔

کتاب الجهاد والسير باب تمنی الشهادة کے تحت حدیث سے مسائل مستنبط کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وفیه: أنه - عليه أفضل الصلاة والسلام - كان يتمنى من أفعال الخير ما يعلم أنه لا يعطاها وفيه: إباحة القسم بالله على كل ما يعتقده المرء مما يحتاج فيه إلى عین وما لا يحتاج، وفيه: أن الجهاد ليس بفرض معين على كل أحد، وفيه: أنه يجوز للإمام والعالم ترك فعل الطاعة إذا لم يطق أصحابه، وفيه: عظم فضل الشهادة؛ وفيه: الولاية عند الضرورة من غير إمرة الأمير الأعظم."²⁸

1. [یقیناً آپ ﷺ بھلائی کے ان کاموں کی بھی خواہش رکھتے تھے جو آپ کو معلوم تھا کہ آپ کو نہیں دی جائے گی۔]
2. اللہ کے نام کی قسم اٹھانا جائز ہے۔ تمام ان کاموں میں جن میں بندہ قسم اٹھانے کا محتاج ہو یا نہ ہو۔
3. جہاد ہر فرد پر فرض معین نہیں ہے۔
4. امام اور عالم کیلئے جائز ہے کہ جب اس کے اصحاب طاقت نہ رکھتے ہوں وہ نیکی کے کام ترک کر دے۔
5. اس سے شہادت کی عظمت و فضیلت بھی واضح ہوتی ہے۔
6. ضرورت کے وقت امیر اعظم کے حکم کے بغیر بھی ولایت ہو سکتی ہے۔]

کتاب التفسیر میں مختلف قراءات کا تذکرہ:

قرآن کریم کی مختلف قراءات امت میں رائج رہی ہیں۔ حضور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کے پیش نظر امت نے مختلف قراءات کا اہتمام کیا ہے۔ اگرچہ اس باب میں بھی آغاز سے الگ کتب بھی لکھی گئیں اور مفسرین کرام نے بھی اپنی تفاسیر میں ان قراءات کو بالخصوص بیان کیا ہے۔ تاہم شارحین کرام نے بھی کتب حدیث کی "کتاب التفسیر" میں ان قراءات کو بیان کرنے کا اہتمام کیا ہے۔

صحیح بخاری کی کتاب التفسیر کی شرح کرتے ہوئے امام ابن الملقن نے بھی مختلف قراءات کو بیان کیا ہے۔ ذیل میں چند ایک امثلہ بیان کی جاتی ہیں:

سورہ مرسلات کی آیت ﴿إِنَّهَا تَرْمِي بِشَرِّ كَالْقَصْرِ﴾ کی توضیح کرتے ہوئے "القصر" کی قراءت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"قرأ ابن عباس (كَالْقَصْرِ) بفتح القاف والصاد، الواحدة قصرة، قيل: وهو أصول الشجر، وقيل: أعناق النخل. قلت: قراءة الجمهور بإسكان الصاد، واحده قصرة وقصر. وقرئ بفتح القاف وكسر الصاد. وقرئ بضمهما وبكسر القاف مع فتح الصاد وكلها لغات بمعنى." ²⁹

"ابن عباس نے "کالقصر" کو قاف اور صاد کے فتح کے ساتھ پڑھا ہے جس کی واحد "قصرۃ" آتی ہے۔ درخت کی جڑ یا کھجور کے نیچے موٹے تنے کو کہتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ جمہور کی قراءت صاد کے سکون سے ہے۔ اسکی واحد "قصرۃ اور قصر" آتی ہے۔ اسکو قاف کے فتح اور صاد کے کسرہ سے بھی پڑھا گیا ہے۔ اور ایک قراءت قاف اور صاد کے ضمہ اور قاف کے کسرہ اور صاد کے فتح کے ساتھ بھی ہے۔ ان تمام لغات کا ایک ہی معنی ہے۔"

سورۃ النساء کی آیت ﴿وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا﴾ کے تحت ذکر کرتے ہیں:

"وقراءة ابن عباس {السَّلَام} باللام - كما سيأتي - وقد أسندها عبد بن حميد في "تفسيره" عنه، يحتمل أن يكون بمعنى السَّلَم، وأن يكون بمعنى التسليم، والبخاري ذكر أن السلم والسلام واحد وكذا ما قبله. وقرأ نافع وابن عامر وحمرۃ (السلم) بغير ألف، والباقون بثبوتهما، وقوله: {مُؤْمِنًا} قرأ علي وابن عباس وغيرهما بفتح الميم الثانية مشددة اسم مفعول من آمنه" ³⁰

[ابن عباس نے "السلام" کو لام کے ساتھ پڑھا ہے جس کو عبد بن حمید نے اپنی تفسیر میں مسند بیان کیا ہے۔ اس میں یہ احتمال ہے کہ یہ "سلم یا تسلیم" کے معنی میں ہو۔ امام بخاری نے یہ ذکر کیا ہے کہ "سلم اور سلام ایک ہی معنی میں ہیں۔ امام نافع، ابن عامر اور حمزہ نے "السلم" بغير الف کے پڑھا ہے۔ جبکہ باقی قراء الف کو ثابت رکھتے ہیں۔ اور مومنا کو حضرت علی، ابن عباس اور بعض دیگر نے دوسری میم کی تشدید کے ساتھ پڑھا ہے، جو کہ "امنہ" سے اسم مفعول ہے۔

سورۃ النساء کی آیت ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾ کے تحت "غیر اولى الضرر" کی قراءت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وقوله: ﴿غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾ قرء برفع (غير)، ونصبه ويجوز بالخفض بمعنى النَّصَب وهي قراءة نافع وابن عامر والكسائي. الاستثناء وموضع الحال أي: لا يستوي القاعدون أصحاب، والحديث دال على هذه القراءة، ومن رفع -وهي قراءة الباقيين- فعلى صفة القاعدین، أي: لا يستوي القاعدون الأصحاء والقاعدون، ومن خفض فعلى الصفة للمؤمنين، أي: من المؤمنين الأصحاء، وهي قراءة شاذة." ³¹

[﴿غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾ میں غیر کو رفع اور نصب کے ساتھ پڑھا گیا ہے جبکہ نصب کے معنی میں کرتے ہوئے اسکو جر سے پڑھنا بھی جائز ہے، جو کہ نافع، ابن عامر اور کسائی کی قراءت ہے۔ یعنی استثناء اور حال کی وجہ سے منصوب پڑھیں گے [تقدیری عبارت یوں ہوگی] "لا يستوي القاعدون اصحاء"، حدیث بھی اس قراءت پر دلالت کرتی ہے۔

اور باقی جنہوں نے اسکو مرفوع پڑھا ہے وہ "قاعدون" کی صفت کی وجہ سے پڑھا ہے۔ یعنی "لا یستوی القاعدون الا صحاء"۔ اور جنہوں نے مجرور پڑھا ہے وہ "مومنین" کی صفت کی وجہ سے پڑھا ہے، یعنی "من المومنین الا صحاء" لیکن یہ شاذ قراءت ہے۔]

شرح نے کتاب فضائل القرآن باب القراء من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر میں ائمہ قراء کی اسانید بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"قراءة ابن کثیر ونافع وأبی عمرو راجعة إلى أبي، وقراءة ابن عامر إلى عثمان، وقراءة عاصم وحمة والكسائي إلى عثمان وعلي وابن مسعود رضي الله عنهم."³²

[امام ابن کثیر، نافع اور ابو عمرو کی سند حضرت ابی بن کعب تک پہنچتی ہے۔ ابن عامر کی حضرت عثمان تک، اور عاصم، حمزہ اور کسائی کی حضرت عثمان، علی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم تک پہنچتی ہے۔]

الفاظ کی نحوی و صرفی تحلیل :

احادیث سے مسائل کا استنباط اسی وقت ممکن ہوتا ہے جب ان الفاظ کا معنی مفہوم مکمل طور پر معلوم ہو۔ عربی الفاظ کے معنی کا حقیقی فہم اسی وقت حاصل ہوتا ہے جب ان الفاظ کی نحوی و صرفی تحلیل واضح ہو، اگر ان الفاظ میں اس قسم کی کوئی پیچیدگی ہو تو اس کا معنی متعین کرنے میں دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

نحو و صرف کا علم الفاظ کے اعراب اور انکی ساخت کو موضوع بناتا ہے، جن سے معانی کی تعیین میں آسانی ہوتی ہے۔ اسی بنا پر دیگر شارحین کی مانند امام ابن الملقن نے شرح میں نحوی اور صرفی نکات کو بیان کیا ہے جس سے شارح کی اس میدان میں بھی کمال مہارت کا علم ہوتا ہے۔ ذیل میں چند ایک امثلہ پیش کی جاتی ہیں:

کتاب بدء الوحی باب کیف کان بدء الوحی کے آغاز میں ہی "باب" کا اعراب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"قوله: (باب) يجوز رفعه بلا تنوين على الإضافة، وهو خبر مبتدأ محذوف، أي: هذا باب، ويجوز تنوينه،"³³

[باب کو مضاف کرتے ہوئے بغیر تنوین کے مرفوع پڑھنا بھی جائز ہے جو کہ محذوف مبتدأ کی خبر ہوگی یعنی "هذا باب" اور اس کو تنوین کے ساتھ پڑھنا بھی جائز ہے۔]

اسی طرح پہلی حدیث {انما الاعمال بالنیات} پر کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

["انما" کا لفظ حصر کیلئے وضع کیا گیا ہے، جو کہ مذکورہ بات کو ثابت کرتا ہے اور دیگر کی نفی کرتا ہے۔ یہ اہل لغت اور اصولیوں میں جمہور کا موقف ہے۔

حصر کے کئی اور ادوات بھی ہیں، مثلاً:

1. مبتدأ کو خبر میں منحصر کر دینا، جیسے العالم زید
 2. امام زرخشری کے مطابق: معمول کو مقدم کر دینا، جیسے ایک نعبہ
 3. الا، اس میں اختلاف ہے۔
 4. لام کی۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْخَيْرَ لَتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً﴾
 5. سبر و تقسیم کے ذریعے: جیسے ان لم یکن زید متحرک فہو ساکن۔ اگر زید متحرک نہیں ہے تو وہ ساکن ہے۔
- مذکورہ حدیث میں "انما" کے ساتھ ایک اور صیغہ حصر بھی ہے، وہ مبتدأ اور خبر کا اس کے بعد واقع ہونا ہے۔ اور ہم نے پہلے امام بخاری کے بارے میں بیان کیا ہے کہ انہوں نے بعض اوقات "انما" کے ساتھ اور بعض جگہ پر "انما" کے بغیر روایت بیان کی ہے۔ تو ہر صورت میں اس میں حصر پایا جاتا ہے اور جب یہ دونوں اکٹھے ہو جائیں تو مزید تاکید کا باعث بنتے ہیں۔³⁴
- اسی طرح کتاب الاسقیۃ باب اختناث الاسقیۃ کے تحت حدیث لم یکنی رسول اللہ - صلی اللہ علیہ وسلم - عن اختناث الاسقیۃ. یعنی: أن تکسر أفواہها فی شرب منها { کی شرح بیان کرتے ہوئے "فم" کے بارے میں رقمطراز ہیں:
- "وقوله: (أفواہها) جمع (فمًا) علی أفواہ؛ لأن أصل فم: فوه تقضب منه الهاء؛ لاستثقالهم اجتماع هائین فی قولك: هذا فوهه بالاضافۃ، فحذفوا الهاء فلم تحتل الواو الإعراب لسكونها فعرضوا بها المیم، فإذا صغرت أو جمعت رددته إلى أصله، فقلت: فویہ - وأفواہ، ولا تقل: أفمام."³⁵
- [افواہ، فم کی جمع ہے۔ فم کی اصل فوه تھی، پھر اس سے ہاء کو ختم کر دیا گیا کیونکہ اضافت "هذا فوه" کے وقت دو ہاء جمع ہو جاتی جو کہ ثقل کا باعث بنتی ہیں، اس لئے ہاء کو حذف کر دیا گیا اور واو ساکن تھا اس لئے اعراب کا متحمل نہ تھا، جسکی جگہ میم کو لایا گیا۔ جب اسکی تصغیر یا جمع ذکر کی جائے تو اصل صیغہ کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے، جیسے "فویہ اور افواہ"، انما نہیں کہہ سکتے۔]
- کتاب الزکوۃ باب العرض فی الزکوۃ کے تحت "المصدق" لفظ کی تحلیل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وقوله: ("ويعطيه المصدق عشرين درهماً أو شاتين") هو بكسر الدال مشددة أي: العامل، ورواه أبو عبيد بفتحها مشددة أي: المالك، وخالفوه. وقال أبو موسى المديني: هو بتشديد الصاد والدال معاً والدال مكسورة، وهو رب المال، وأصله: المتصدق فأدغمت التاء في الصاد؛ لتقارب مخرجهما،" ³⁶

["المصدق" دال کی تشدید اور کسرہ کے ساتھ ہے۔ یعنی عامل [زکوٰۃ]۔ ابو عبیدہ نے اسکو تشدید اور فتح کے ساتھ ذکر کیا ہے یعنی اصل مالک، جبکہ دیگر ائمہ نے انکی مخالفت کی ہے۔ ابو موسیٰ المدینی کہتے ہیں کہ یہ صاد اور دال دونوں کی تشدید کے ساتھ ہے اور دال مکسور ہے۔ یعنی رب المال [مال کا مالک] اور اسکی اصل یہ ہے، "المتصدق" تاء کو صاد کے قریب الخرج ہونے کی وجہ سے اس میں مدغم کر دیا۔]

اسی باب میں "غدا" کے اعراب کی وضاحت یوں فرمائی ہے:

"ونصب غداً على الظرف، وهو متعلق بمحذوف، التقدير: فاليهود يعظمون غداً والنصارى بعد غد، وسببه أن ظروف الزمان لا تكون أخباراً عن الجثث، فيقدر فيه معنى يمكن تقديره خبراً،" ³⁷

[غدا پر نصب ظرف کی وجہ سے ہے اور یہ ایک محذوف کے متعلق ہے جس کی تقدیری عبارت یوں ہوگی: فاليهود يعظمون غداً والنصارى بعد غد،]

الغرض شارح نے "التوضیح" میں جابجا الفاظ کی نحوی اور صرفی تحلیل کی ہے اور بے شمار نکات کو بیان کیا ہے۔

حدیث کے آخر میں فوائد کا تذکرہ :

امام ابن الملقن حدیث کی شرح کرتے ہوئے نہایت منظم انداز میں کلام کرتے ہیں، اگر ترجمۃ الباب پر کلام کرنا ہو تو پہلے اس پر کلام کرتے ہیں، پھر احادیث پر کلام کرتے ہوئے اپنی گفتگو کو نکات میں منحصر کر کے بیان کرتے ہیں۔ جیسا کہ آغاز شرح میں "باب کیف کان بدء الوحی" ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"الكلام على هذه الترجمة من وجوه: " ³⁸

[اس ترجمہ پر کلام مختلف صورتوں میں ہے]

اس کے بعد اس باب کے بارے میں آٹھ نکات بیان کئے ہیں اور پھر حدیث ذکر کر کے فرماتے ہیں:

"هذا حديث حفيظ جليل، وقبل الخوض في الكلام عليه ننبه على خمسة أمور مهمة: " ³⁹

[یہ حدیث بہت سے عظیم فوائد پر محیط ہے، اس پر کلام سے قبل ہم پانچ اہم امور کی طرف متنبہ کرتے ہیں]

ان ابتدائی پانچ امور کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"إِذَا تَقَرَّرَتْ هَذِهِ الْأُمُورُ فَلَنَرْجِعَ إِلَى الْكَلَامِ عَلَى الْحَدِيثِ، وَهُوَ مِنْ ثَلَاثَةِ وَأَرْبَعِينَ وَجْهًا:"⁴⁰

[جب یہ تمام امور ثابت ہو گئے تو ہم حدیث پر کلام کرتے ہیں اور یہ کلام تینتالیس [43] امور پر ہو گا]

شارح نے اکثر مقامات پر یہی اسلوب اپنایا ہے، تاہم شرح میں ایسے مقامات بھی کئی ایک ہیں جہاں شارح نے انحصار کے بغیر ہی حدیث کے متعلقہ موضوعات کی گفتگو کی ہے۔ اس کی ایک وجہ احادیث کا تکرار بھی ہے۔ واضح رہے کہ شارح اس طرح حدیث کے متعلقہ مسائل اور اباحت ذکر کرتے ہیں۔ بعض اوقات "اوجہ، وجہ" کا لفظ استعمال کرتے ہیں، بعض اوقات "فوائد، فائده" کا اور بعض اوقات "فصل" کا لفظ ذکر کر کے گفتگو کرتے ہیں۔⁴¹

حالات کا تذکرہ :

احادیث کے تکرار کی بنا پر لامحالہ شرح میں احالہ کرنا ضروری ہوتا ہے۔ صحیح بخاری میں بھی کافی احادیث تکرار سے آتی ہیں، امام بخاری ایک حدیث سے کئی ایک مسائل مستنبط کرتے ہوئے اسکو مختلف کتب اور مختلف ابواب میں ذکر کرتے ہیں، جس کی بنا پر اسکی ہر جگہ مکمل شرح کرنا طوالت کا باعث بنتا ہے۔ حالہ جات کے متعلق انہوں نے خود مقدمہ میں وضاحت کر دی تھی کہ:

"وَإِذَا تَكَرَّرَ الْحَدِيثُ شَرْحَتُهُ فِي أَوَّلِ مَوْضِعٍ، ثُمَّ أَخْلُصْتُ فِيْمَا بَعْدُ عَلَيْهِ، وَكَذَا إِذَا تَكَرَّرَتِ اللَّفْظَةُ مِنَ اللَّغَةِ بَيْنَتَهَا وَاضِحَةً فِي أَوَّلِ مَوْضِعٍ، ثُمَّ أَحْيَلْتُ بَعْدُ عَلَيْهِ، وَكَذَا أَفْعَلُ فِي الْأَسْمَاءِ أَيْضًا."⁴²

[جب حدیث تکرار سے آئے گی تو پہلی جگہ اسکی وضاحت کروں گا پھر بعد میں اسکی طرف احالہ کروں گا، اسی طرح جب لغت کا کوئی لفظ مکرر آئے گا تو اسکی بھی پہلی جگہ مکمل وضاحت کرنے کے بعد میں اسکی طرف احالہ کروں گا، اسی طرح اسماء کے بارے میں۔] اس لئے امام ابن الملقن نے بھی شرح میں احالہ جات کئے ہیں جہاں متعلقہ باب کے بارے میں بحث کرتے ہیں اور بقیہ کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں۔

جیسا کہ کتاب العلم باب ذکر العلم والفتیان فی المسجد کے تحت ذکر کرتے ہیں:

"سَيَأْتِي الْكَلَامُ عَلَى هَذِهِ الْمَوَاضِعِ فِي الْحَجِّ فَإِنَّهُ أَلِيقٌ بِهِ."⁴³

[ان باتوں پر کلام کتاب الحج میں آئے گا کیونکہ وہ جگہ اسکے زیادہ مناسب ہے]

کتاب مناقب الانصار باب مبعث النبی کے تحت ذکر کرتے ہیں:

"وراجع ما ذکرته فی الحدیث الرابع من باب صفة النبی - صلی اللہ علیہ وسلم - تجد ما یشفی الغلیل." 44

[باب صفة النبی کی چوتھی حدیث کی مراجعت کریں یقیناً آپ اس میں ایسے دلائل پائیں گے جو پیاسے کو سیراب کر دیتے ہیں]

اسی طرح شارح حدیث کے رواد کے متعلق بھی کلام ایک بار ذکر کرتے ہیں، بعد میں صرف ان رواد پر کلام کرتے ہیں جن پر پہلے کلام نہ کیا ہو۔ اکثر رواد پر کلام کرتے ہوئے یہ عنوان قائم کرتے ہیں:

" فی التعریف برواہ غیر من سلف: " 45

[ان رواد کا تعارف جن کا تذکرہ پہلے نہیں ہوا]

اسی طرح شارح دوران شرح اپنی دوسری کتب کی طرف بھی احالہ کر دیتے ہیں جیسا کہ کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ بعد الفجر حتی ترتفع الشمس میں ذکر کرتے ہیں:

"استثنی الشافعی وأصحابہ من أوقات النهی وقت الاستواء يوم الجمعة ، وحرمة مكة؛ لدلیل آخر ذکرته فی الفروع فی شرح المنہاج" 46

[امام شافعی اور ان کے اصحاب نے بھی کے اوقات سے جمعہ کے دن استواء شمس اور مکہ کو خارج کیا ہے کسی دوسری دلیل کی وجہ سے جس کو میں نے "شرح المنہاج" میں ذکر کیا ہے۔

کتاب الصلوٰۃ باب عظة الإمام الناس فی إتمام الصلوة و ذکر القبلة میں فرماتے ہیں :

"إنه كان بین كتفيه عینان مثل سم الخياط، فكان يبصر بهما، ولا تحجبهما الثياب، كما ذکرته فی الخصائص" 47

[آپ ﷺ کے کندوں کے درمیان دو آنکھیں تھیں سوئی کے ناکے کی مانند] باریک تھی [آپ ﷺ ان کے ساتھ دیکھتے تھے، کپڑے بھی رکاوٹ نہ بنتے، جیسا کہ میں نے "خصائص" میں ذکر کیا ہے۔]

خلاصہ بحث :

امام ابن الملحق "التوضیح" میں احادیث کی شرح کو نہایت منظم انداز سے بیان کرتے ہیں، ابن الملحق نے صحیح بخاری کی شرح میں جن چیزوں کو مد نظر رکھا ہے، وہ درج ذیل ہیں:

امام بخاری قائم کردہ کتاب کی وضاحت، ترجمۃ الباب اور احادیث کے مابین مناسبت، سند حدیث پر کلام اور رواۃ حدیث کا تذکرہ، صحیح بخاری کے مختلف نسخوں کا تقابل، الفاظ کی لغوی تحقیق وتوضیح، فقہ الحدیث پر کلام، کتاب التفسیر میں مختلف قراءات کا بیان، الفاظ کی نحوی و صرفی تحلیل اور حدیث کے آخر میں فوائد کا تذکرہ اور اگر حدیث پہلے گزر جائے تو دوسرے مقام پر اسکی مکمل تفصیل کی طرف احالہ کر دیتے ہیں۔

حواشی

- حاجی خلیفہ، مصطفیٰ بن عبد اللہ، کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، [بغداد: مکتبۃ المثنیٰ،¹ 1941ء] 554-545/1
- خالد الرباط، مقدمہ التوضیح لشرح الجامع الصحیح لابن الملقن، [دمشق: دار النوادر، 2008ء] 101/1²
- احمد معبد عبد الکریم، تقدیم التوضیح، 15/1³
- رضوان جامع رضوان، مقدمہ السامع والقاری فی فوائد صحیح البخاری للسخاوی، (مکتبۃ اولاد الشیخ للتراث، 2003ء) ص 14⁴
- ابن الملقن، عمر بن علی، سراج الدین، التوضیح لشرح الجامع الصحیح، [دمشق: دار النوادر،⁵ 2008ء] 10/2
- ایضاً، 431/2⁶
- ایضاً، 279/12⁷
- ایضاً، 9، 10/15⁸
- ایضاً، 10/2⁹
- ایضاً، 9/3¹⁰

الحجرات: 49: 10¹¹

ابن الملقن ، التوضيح ، 9/3¹²

ايضا، 33/3¹³

ايضا، 94، 95/14¹⁴

ايضا، 480/2¹⁵

ايضا ، 493/2¹⁶

ايضا، 437/2¹⁷

ايضا، 16/6¹⁸

ايضا، 355/33¹⁹

ايضا، 104/3²⁰

ايضا، 106/3²¹

مزيد امثله كيلئى ديكهين : التوضيح : 93/3، 359، 54/4، 159، 233، 70 /5، 424 /6، 520²²

ابن الملقن ، التوضيح ، 10/2²³

ايضا، 330/6²⁴

ايضا، 265/32²⁵

ايضا، 183/3²⁶

ايضا، 513/9²⁷

ايضا، 365/17، 366، 367²⁸

ايضا، 484/23²⁹

ايضا، 250، 251/22³⁰

ايضا، 256/22³¹

ايضا، 63/24³²

ايضا، 115، 116/2³³

ابن الملقن ، التوضيح ، 171، 172/2³⁴

ايضا، 219، 220/27³⁵

ايضا، 372/10³⁶

ايضا ، 376/7³⁷

ايضا ، 115/2³⁸

ايضا، 119/2³⁹

ايضا، 129/2⁴⁰

ابن الملقن ، التوضيح ، 14/31، 292/7، 453/8، 606 /9، 96 /10⁴¹

ايضا، 11/2⁴²

ايضا، 675/3⁴³

ايضا 475/20⁴⁴

ایضاً، 343/3، 354، 392، 493⁴⁵

ایضاً، 6/261⁴⁶

ایضاً: 5/424۔ مزید اسئلہ کیلئے: توضیح: 22/220، 383، 4/411⁴⁷